ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ش-فرخ کا "آواگون" علامتی طرز کا منفرد سفر نامہ: ایک مطالعہ

A STUDY OF SHEEN FARRUKH'S "AAWAGON" A UNIQUE TRAVELOGUE OF SYMBOLIC STYLE

1-ڈاکٹر لیاقت

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج منڈیاں ایبٹ آباد

2-احتشام الحق

شعبہ اردو، یونیورسٹی آف صوابی

3-جاوید خان

ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ABSTRACT:

Sheen Farrukh is one of the famous and important Urdu Journalists, Novelist Autobiographers and Travelogues. She was born in Gujranwala in 1938. She obtained her master degree in Geography (1959) from University of the Panjab, (Lahore). After completion, she joined Journalism and worked with Akhbar-i-Khawateen, and urdu magazine for the period as a journalist and remaind with it till retirement. She was editor Inter Press Communication University of the Panjab, member Karachi press, Arts council of Pakistan, Women Action Forum. She was the author of many books, like a biographical noval on artist Ali Imran madaar and an autobiographical book Jeen ka Jurm two Travelogue "Nai dunya purani dunia and Secondly" Awagon. Sheen Farrukh passed away in Karachi on Thursday, 2021. She was 83.

KEY WORDS

Sheen Farrukh, Journalism, Gujranawala, Akhbar-i-Khawateen, Artists, Editor, Magzine, Awagon, Travelogue, Karachi, autobiographical,

ش فرخ پیشے کے لحاظ سے صحافی ہیں۔ علم وادب کا شغف اُن کی گھٹی میں شامل ہے۔اُن کے ادبی لگن سے بخوبی اندازا لگایا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے خود کو صحافت تک محدود نہیں رکھا بلکہ کئی دیگر اصنافِ سخن میں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ جہاں تک اُن کی صحافتی کاوشوں نے صحافت کو فروغ دیا، تو دوسری طرف اُردو سفر نامہ نگاری کے ارتقا میں بھی اہم کردار ادا کیا۔اُن کے اُردو ادب میں دو سفر نامے خاصی اہمیت کے حامل ہیں۔اُن کا پہلا سفر نامہ "نئی دنیا پرانی دنیا" امریکہ کے سفری کوائف کی روداد ہے، جب کہ اُن کا دوسرا سفر نامہ "اواگون" ہے۔جس میں یورپی خطہ سے متعلق دلچسپ معلومات باہم پہنچائی ہیں۔اس فن پارے کا اندازِ تحریر شگفتہ ہے۔انھوں نے ممالک مذکور وہاں کی اخلاقی حالت کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ سفر نامہ "اواگون" براعظم یورپ کے کئی ممالک کی سیاحتی روداد ہے، جن میں برطانیہ، فرانس، جرمنی، سوئزر لینڈ اور اٹلی شامل ہیں۔ ۸ ءمیں اُنھوں نے محض سیاحت کی غرض سے کراچی سے یورپ کی طرف رختِ سفر باندھا تھا۔ جہاں وہ ایک لمبے عرصے تک یورپ کے مختلف ممالک کی باریک بینی سے خاک چھانتی رہیں بعد ازاں سفری مشاہدات و تاثرات کو اپنے روزنامچہ میں محفوظ کرتی رہی ہیں۔بالا آخر یہ مشاہدات اور تاثرات کتابی صورت میں 1988ء میں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوئے۔

سفر نامہ کو خارجی بیانیہ اصناف نثر میں اولیت حاصل ہے لیکن دیگر اصنافِ نثر کے مقابلے میں سفر نامہ واحد ایسی صنف ہے جس کی تکنیکی حوالے سے تاحال تعین نہیں ہو سکا، شاید یہی وجہ ہے کہ سفر نامہ تکنیکی حوالے سے مختلف صورتوں میں لکھا جاتا رہا ہے اس حوالے سے ڈاکٹر مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

"سفر نامہ واحد نثری صنف اظہار ہے جس کی تکنیکی تعریف کا تعین تاحال ممکن نہیں
ہو سکا کچھ یہی سبب ہے کہ سفر نامہ کبھی روزنامچہ کے رنگ میں لکھا گیا اور کبھی خطوط کی
شکل میں اس میں مکالمے کی شمولیت بھی ممکن ہے اور اس میں خبر پہنچانے کا انداز بھی
پایا جاتا ہے۔( )

ش فرخ کے سفر نامہ اوا گون کا موضوع ایسا دلچسپ اور جاذب نظر ہے کہ قاری اس کے ادبی اسلوب کی چاشنی سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ اُسے مکمل پڑھے بغیر چین نہیں پاتا۔ یہ دلچسپی شروع سے آخر تک برقرار رہتی ہے۔ لفظ "اوا گون" کی تفہیم و توضیح مصنفہ نے سفر نامہ کے آغاز میں خود ہی کر دی ہے۔

"یہاں یہ عرض کروں کہ کتاب کا عنوان سنسکرت کا "آوا گون" نہیں
بلکہ یہ پنجابی کا آوا گون ہے۔ جسے مہذب لوگ آوارہ گرد کہتے ہیں۔( )

اس بات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مصنفہ نے سفر نامہ کے پیش لفظ میں اپنے آپ کو "آوارہ گرد" کا نام دیا ہے۔ یہ آوارہ گردی صرف موضوع تک ہی محدود نہیں بل کہ اسے عملاً یورپی خطوں میں کر کے بھی دکھایا ہے۔ جو کہ ایک اچھے سیاحت نگار کی خوبی ہوتی ہے۔ سفر نامہ کا آغاز سفر برطانیہ کی سیاحت سے ہوا۔ جو شہر کنٹربری سے شروع ہو کر ایڈنبرا پر اختتام پذیر ہوا۔ اس حصے میں مصنفہ نے سفری حالات و واقعات اور مشاہدات و تاثرات کے ساتھ ساتھ انگریزی ادب کے نامور ادبا اور ان کے شاہکار ناولوں کے بے مثال کرداروں کا تعارف بھی کروایا ہے۔ علم و ادب سے لگاؤ اور صحافتی دنیا سے وابستگی کی بدولت اُنھیں انگریزی زبان کے افسانوی ادب سے زیادہ دلچسپی رہی۔ شاید اسی بنا پر ان کی تحریروں میں ادبی میلان غالب دکھائی دیتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ان کے سفر نامہ میں ادبی، تاریخی، سیاسی، تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی اقدار کا بیان بھی پوری سراحت کے ساتھ ملتا ہے۔ عمدہ منظر کشی کی وجہ سے قاری یوں محسوس کرتا ہے گویا وہ خود اُن کے ساتھ وہ تمام حالات و واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ سیاحت نگار کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جو کچھ اپنی سفری روداد میں بیان کرتا ہے۔ وہ آئندہ سفر کرنے والوں کے سند بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید اپنی کتاب "اُردو ادب میں سفر نامہ" کے بین سطور میں ش فرخ کو ایک فطری سیاح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ش فرخ میں ایک فطری سیاح کی جستجوئے بے پایاں غیر مضمحل نظر آتی ہے۔ وہ زندگی
کی نعمتوں اور قدرت کی بوقلمونیوں پر محبت کی نظر ڈالتی اور قاری کو خوش مزاجی سے نئی
فضاؤں سے متعارف کراتی ہیں۔ انھوں نے خاتون ہونے کے ناطے ایسے گوشوں تک رسائی
حاصل کی ہے۔ جہاں مرد سیاح بھی نہیں پہنچ سکتے۔"( )

مصنفہ جب ایڈنبرا شہر پہنچی تو شام ہو چکی تھی اور رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ مگر پھر بھی اتنی زیادہ روشنی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا گویا سورج کہیں نزدیک ہی چھپا بیٹھا ہے۔ جس سے ہر سو روشنی ہی روشنی پھیل رہی ہے۔ اسی مصنوعی چمک دمک کو دیکھ کر اس شہر کی تاریخی حیثیت ذہن میں گونجنے لگتی ہے۔ یہ وہی شہر ہے جسے سر والٹر سکاٹ نے اپنا رومانوی شہر قرار دیا تھا۔ رومان اور فنِ موسیقی گویا ان کی وہاں کی فطرت کا لازمہ ہے۔ جہاں دیکھو عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی موسیقی کی دھنیں سنائی دیتی ہیں۔ اس بات کی دلیل میں یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

"بس میں بیٹھتے ہی پیچھے سے زور زور سے گانے کی آواز آئی۔ رابرٹ برنز
نے ان لوگوں کی عادتیں خراب کر دی ہیں۔ ایسے ایسے نغمے لکھے کہ اب
یہ جہاں جی چاہے حلق پھاڑ پھاڑ کر الاپنے لگتے ہیں شوقیہ گلوکاروں کی بھاں بھاں

سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ میں لندن جیسے شہر سے کہیں دور نکل آئی ہوں۔"( )

دورانِ سیاحت جہاں برطانیہ کے رسم و رواج مصنفہ کی توجہ کا مرکز بنے رہے تو دوسری طرف برطانیہ کی تاریخ اور ان کے عہدِ رفتہ کے نشانات بھی ان کی باریک بیں نگاہوں سے بچ نہ سکے۔ ایڈنبرا کی سیاحت کے دوران اس شہر ایڈنبرا کا سل کی تاریخی حیثیت سے آگاہ کرتے ہوئے مصنفہ لکھتی ہیں:

"ایڈنبرا کی شہری زندگی میں اس قلعے کو بہت دخل ہے وہ ہوش سنبھالتے ہی
سر اُٹھا کر قلعے کو دیکھنے لگتے ہیں۔ نتیجتاً اُن کی ٹھوڑیاں ہمیشہ اُٹھی رہتے ہیں۔
یہ قلعہ ایڈنبرا آنے والے سیاحوں کے پروگرام میں سرِ فہرست ہوتا ہے۔" ( )

انگریزی ادب کے نامور شعرا و ادبا جنھوں نے نہ صرف انگریزی زبان وادب کو فروغ دیا بلکہ اُنھوں نے عالمی ادب کو بھی بہت زیادہ متاثر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے اعلیٰ تخلیقی فن پاروں کے تراجم دنیا کی متعدد زبانوں میں ہوئے ہیں۔ ش فرخ نے لندن کی سیاحت کے دوران اپنی سفری داستان میں جہاں داخلی و خارجی محسوسات و تاثرات کا اظہار کیا تو ساتھ میں اپنے ادبی ذوق کی بنا پر انگریزی ادبا اور شعرا کا تذکرہ کیے بغیر بھی نہ رہ سکی۔ جارج ایلیٹ، ورڈ ورتھ، کولرج، ڈکنز، جیکس، جان فولز، جیومری، چوسر جیسے انگریزی شعرا و ادبا کی ادبی خدمات تک اپنے قارئین کو روشناس کروایا جو اُن کی انگریزی علم وادب سے لگن کی زندہ مثال ہے۔ یہ خوبی بہت ہی کم سیاحت نگاروں کے ہاں ملتی ہے۔ در حقیقت اُردو میں معیاری سفر نامے کی روایت بھی ادیب سیاحت نگاروں کی وجہ سے پڑی ہے۔ ش فرخ نے انگریزی ادب کے شہرہ آفاق ناول گریٹ ایکسپیکٹیشنز کے مصنف ڈکنز کے گھر کا حال بھی خوب صورت پیرائے میں کیا ہے۔ یہ اُن کے ادبی میلان کے مرہونِ منت ہے۔ ڈکنز کے گھر کی منظر کشی اس طرح کرتی ہیں:

" گھر میں داخل ہوتے ہی ڈکنز کے کھانے کے کمرے اور دوسری منزل کو جانے
والی سڑھیوں پر نظر پڑتی ہے۔ اونچی پشت والی کرسیوں میں گھری اِس میز پر
ڈکنز نے اپنے دوستوں کے ساتھ کئی خوش گوار شامیں گزاری تھیں۔ گیلری کی
دیواروں پر ڈکنز کے کرداروں کے خاکے اور تصویریں آویزاں ہیں۔ پہلی منزل
پر ڈکنز کی اسٹڈی ہے۔ وہاں وہ میز ابھی تک موجود ہے جس پر مصنف نے اپنی
زندگی کے آخری خطوط لکھے تھے۔"(٦)

جین رابرٹ (جو انگریزی ادب کا ممتاز رومانوی شاعر تھا) چھوٹی عمر میں اس دنیا سے چل بسا تھا۔ کم عمری کے باوجود اس نے شاعری میں اپنا نام ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ بنا دیا۔ انگریزی ادب کے شاعروں، ادیبوں اور موسیقاروں کے حالات زندگی پر غور و فکر کیا جائے تو بہت سے نام ایسے سامنے آئیں گے جو کم عمری ہی میں داغ مفارقت دے گئے۔ اُن میں ایک نام جین رابرٹ کا بھی ہے۔ جس کے معاشی حالات ناگفتہ بہ تھے۔ زندگی کے شب و روز غربت میں گزارے تھے، مگر وہ افلاس اور تنگ دستی ان کی شاعری میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ رابرٹ سینتیس سال کی عمر میں انگریزی ادب کو خیر باد کہہ کر چل بسا تھا۔ اُن کی موت بھی کیا المیہ ہے کہ ادھر رابرٹ برنز کا جنازہ اٹھ رہا تھا تو دوسری طرف اُسی وقت اُن کی بیوی جین دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ مصنفہ جب اسکاٹ لینڈ کی پر فضا ماحول کو دیکھتی ہے تو نامور شاعر رابرٹ جس نے انگریزی ادب میں نام پیدا کیا مگر دوسری طرف اُن کی افسردہ اور غربت سے لیس زندگی کسی آزمائش سے کم نہ تھی۔

"ایک غریب کسان کا بیٹا جس نے بادشاہ کا سا رتبہ پایا عظیم شاعر تھا تین سو
سے زائد نغمے لکھے۔ محبت کی شاعری کرتا تھا مگر دنیا پر طنز کے تیر برساتا تھا
کیوں کہ اس دنیا میں اس نے بڑے دکھ سہے تھے۔ وہ دِن بھی گزارے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

جب اس کے گھر میں کئی کئی روز تک گوشت نہیں پکتا تھا"۔(۷)

انگریزی زبان وادب کے کلاسیکی شعرا واد با کے ساتھ ساتھ مصنفہ ہر اُس منظر کو بھی صفحہ قرطاس کی زینت بنایا جو ان کی نظروں سے ٹکرایا۔ دوران سفر وہ داخلی محسوسات وتاثرات کے علاوہ وہاں کے لوگوں کی عادات واطوار، فن مصوری، مجسمہ سازی، سماجی حقائق تک تمام معلومات اُنھوں نے اپنے سفر نامہ کے ذریعے سے اپنے قارئین تک بہم پہنچائی ہیں۔ سیاحت نگار کے ہاں ایک حقیقی سیاح کی جستجو دیکھنے کو ملتی ہے۔ وہ عام سیاحوں کی طرح وہاں کی ظاہری چمک دمک کے ساتھ اُن کے باطنی مسائل کو بھی اپنی فہم و فراست کے ساتھ منظر عام پر لاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سفر نامہ میں جہاں یورپی اقوام کے عمدہ اوصاف کا ذکر ہوا ہے تو ساتھ میں اُن کے معاشرتی مسائل کی نشاندہی بھی کی ہے۔ جو نہ صرف یورپ بلکہ کسی بھی معاشرے کے لیے باعث نقصان ہیں۔اس بارے میں لکھتی ہیں:

"میرین نفسیاتی ہسپتال میں نرس ہے۔ کہنے لگی شراب نوشی اور ڈیپریشن یہاں کا بڑا
مسئلہ ہے۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ذمہ داریاں اٹھانے سے گھبراتے ہیں۔اور وہ اس
لیے مسلسل امتحان میں فیل ہوتے رہتے ہیں کہ امتحان پاس کریں گے تو کام کرنا
پڑے گا"۔(۸)

خواتین سیاحت نگاروں میں عام طور پر ایک صفت مشترک پائی جاتی ہے ۔ وہ خوبی نسوانی سوچ اور دلچسپی ہے۔ عورت کوئی بھی ہو اور کس معیار ہی کی کیوں نہ ہو مگر ایک موقع پر ان کی سوچ ایک جیسی ہو جاتی ہے اور وہ ملبوسات، گھریلو سجاوٹ، کھانے پکانے کی تراکیب وغیرہ ان کی فطرت میں شامل ہیں ۔ش فرخ بھی اُن میں سے ایک ہیں جو سیاحت کا ذوق رکھتی ہیں۔ سیر و تفریح کے دوران اُن کی نظر سے یہ چیزیں کسی طرح بھی فراموش نہ ہو سکیں۔ مرد سفر نامہ نگاروں کے ہاں یہ خوبی دکھائی نہیں دیتی۔ سکاٹ لینڈ کی سیاحت کے دوران مصنفہ وہاں کے ملبوسات کے بارے لکھتی ہیں۔

"سیاہ پھندے والی اسکاٹی ٹوپیاں پہنے یہ لوگ شاید کسی تفریحی شو سے لوٹ رہے تھے۔
میرے سامنے ایک جوڑا جا رہا تھا۔ لڑکی نے ڈھیلی ڈھالی حرم شلوار اور کرتہ پہن رکھا
تھا۔ بالوں کی لٹ نیلی تھی چہرے پر خوب میک اپ تھا، جب کہ لڑکا سیاہ ڈنر سوٹ پہنے
بو لگائے، سر پر فیلٹ اور ہاتھ میں چھڑی تھامے جا رہا تھا، لیکن ڈیل ڈول کسی طرح بھی
مردانہ نہ لگ رہا تھا۔ غور سے دیکھا تو وہ بھی لڑکی تھی"۔( )

سفر نامہ کے دوسرے باب میں فرانس کی سیر وسیاحت کا حال بیان ہوا ہے۔اس حصے میں اُنھوں نے فرانس کے متعلق جن مقامات کی تفصیل بیان کی ہے۔اُن میں شانزے لیزے لوورع میوزیم، سکوائر، موماغت، اونغے، ایفل ٹاور، نوتر ادم کلیسا، امپیر لیشنٹ میوزیم، قوی لفی اور فلورنس شامل ہیں۔ در حقیقت زیر بحث سفر نامہ میں زیادہ تر سیاحتی روداد برطانیہ اور فرانس کے متعلق ہی ہے۔ان دونوں خطوں کے لوگوں کے مزاج سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ اہلِ فرانس اپنی زبان پر نازاں ہیں۔ وہاں پر انگریزی بولنے والے کو گاؤدی سمجھا جاتا ہے۔ باغ بانی، مصوری، مجسمہ سازی، اور کیفے بازی فرانس والوں کے پسندیدہ مشاغل ہیں۔ کیفے بازی جیسے مشغلہ سے فرانس کا مشہور زمانہ مصور پکاسو بھی نہ بچ سکا۔اس بارے میں سیاحت نگاریوں رقم طراز ہیں؛

"پکاسو بھی عادی کیفے باز تھا۔ وہ ایک کیفے میں کھانا کھاتا تو دوسرے میں جا کر کافی
پیتا۔۔۔اُسے کیفے دی لایونین میں رات کا کھانا کھانا پسند تھا۔ وہ پہلی بار فرانسوا سے
کیفے لا کیتلان میں ملا تھا۔ یہ کیفے ان دونوں مصوروں اور ادیبوں کا گڑھ تھا۔"(۰)

گلوں سے لگن فرانسیسی قوم کی رگ و پے میں اُتری ہوئی ہے۔فرصت کے لمحات میں ہر کوئی کچھ وقت کے لیے باغ بانی ضرور کرتا ہے۔بلکہ اُن کے نزدیک یہ شغل بہترین عیاشی ہے۔یہی وجہ ہے کہ فرانس کے ہر گھر کے سامنے گیلریوں پر پودے وافر مقدار میں دکھائی دیتے ہیں۔اس خوبی نے اُنھیں ہمدرد،نازک ادااور محبت کا رسیا بنادیا ہے۔مصنفہ اس بارے میں ایک موقع پر لکھتی ہیں:

"پیرس اور پھول دونوں کا برسوں پرانا ناطہ ہے۔ان پھولوں کی مہک معطر کر کے شیشوں میں محفوظ کر کے فرانسیسیوں کا پرانا ہنر ہے۔چھوٹے چھوٹے گملوں میں شیلف میں بڑی خوب صورتی سے سجے،بیگونیا، کارنشن،گلاب،پنیری،ڈیلیا،کورنیلیا پھولوں کے ان گنت خوش رنگ،خوش شکل وضع روپ ہماری نظروں کے احاطے میں تھے۔یہ سارے پھول خوب صورت تھے۔لیکن سب کا مقدر مختلف تھا۔"( )

اہل پیرس کے مزاج میں قدامت پسندی اور بے راہ رویوں کے باوجود ایک ہم وصف فن کی قدر دانی ہے۔انھوں نے صدیوں پُرانے فنون لطیفہ کو بڑے پیار سے سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔مصنفہ جب اپٹلیشنٹ میوزیم میں تاریخی آرٹ گیلری پر نظر ڈالتی ہے تو انھیں دیکھ کر یک گونہ حیرت بھی ہوئی اور اُن کے فن کی قدر و منزلت کا احساس بھی ہوا۔اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"یورپ کو تاثر نگار مصوروں نے نقطوں،شوشوں کو صاف سطح کا متبادل بنایا انھوں نے روشنی کے متنوع اثرات دکھائے،رنگ و نقش کے درمیان رومانوی تعلق قائم کیا۔ان تمام جہتوں سے مصوری میں جو تازگی اور شباب پیدا ہوا،وہ اُس سے پہلے ناپید تھا۔"( )

انقلاب فرانس سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔شعبہ زندگی کے ہر پہلو میں نئی نئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔مصنفہ نے فرانس کے قیام میں نہ صرف وہ کچھ بیان کیا،جو اُسے دکھائی دیا۔بلکہ وہ کچھ بھی اپنے قارئین تک بہم پہنچایا جو وہاں کی تاریخ کا حصہ ہے۔ اگرچہ سیاحت نگار مورخ تو نہیں ہوتا البتہ تاریخی اعتبار سے وہ اپنی سیاحت میں ایسے نقطے ضرور چھوڑتا ہے۔جس سے پڑھنے والا بڑی حد تک بات سمجھ لیتا ہے۔ش فرخ کی ذہنی بیداری کہ وہ صرف سیر و سیاحت سے حاصل ہونے والے مناظر ہی نہیں بل کہ وہاں کے تاریخ کے مخفی رازوں تک حال بیان کر دیتی ہیں۔جو ہر سیاحت نگار کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

دوران سیاحت نپولین کا مقبرہ جو اب باقاعدہ ایک میوزیم کی صورت اختیار کر چکا ہے۔نپولین اپنی شخصیت میں ایک عہد تھا۔نپولین کی فتوحات کا حال بیان کرتے ہوئے ش فرخ یوں لکھتی ہیں:

"نپولین نے کتنے محاذوں پر جنگیں لڑیں،فاتح بنا جب ہارا تو ٹوٹ گیا۔فتح اس کی کمزوری تھی۔لڑکپن میں جب وہ دوستوں کے ساتھ مل کر جوا کھلتا تو تاش کے پتوں میں ڈنڈی مارتا کیوں کہ اُسے ہمیشہ جیتنا اچھا لگتا تھا۔ہار اس کی برداشت سے باہر تھی۔کہیں اس کے کردار کا ایک رُخ یہ بھی تھا کہ کھیل کے آخر میں وہ اپنی رقم رکھ کر جیتی ہوئی رقم ہارنے والوں کو لوٹا دیتا تھا۔(ا)

سفر نامہ میں شامل تیسری سیاحتی روداد سفر جرمنی کے کوئف پر مشتمل ہے۔یہ سفری کہانی جرمنی کے شہر بون،برسلز،بیلجیم،کولون اور کنڑبری پر اختتام پذیر ہوا اس کے علاوہ کولون شہر جو صلیبی جنگوں کی وجہ سے بری طرح تباہ و برباد ہو گیا تھا ش فرخ نے تاریخ کے اُن خوفناک گوشوں کو بھی منظر عام پر لائے بغیر نہ چھوڑا۔اس کے علاوہ وہاں

کے فنِ تعمیر، مشاغل کے ساتھ ساتھ وہاں کے شعرا و ادبا کا ذکر بھی کیا ہے۔ جن میں پیٹر ہارٹلنگ، کارل مارکس، جیکب ہوڈنیر جیسے نام شامل ہیں۔ کارل مارکس کے نظریات بارے لکھتی ہیں:

"کئی برس گزر گئے، بہت سے ایسے ہیں جو مارکس کے نام سے بدکتے ہیں۔ حالاں کہ
اس نے یہی تو کہا تھا کہ انسان کو سب سے پہلے کھانے اور پینے کو ملنا چاہیے، پھر پناہ
اور کپڑے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اسے سیاست، سائنس، آرٹ اور
مذہب کی طرف دھیان دینا چاہیے۔( )

ہر خطے کی طرح جرمن قوم کا بھی ایک پسندیدہ مشغلہ ہے۔ جو وہاں ہر کسی کی زندگی کا خاصہ ہے، سائیکلنگ کا مشغلہ ہر عام و خاص کے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے۔ جرمن قوم کے چاق و چوبند اور صحت مند ہونے کے جہاں اور بے شمار راز ہیں تو ان میں ایک سائیکلنگ بھی ہے۔ مرد و خواتین سائیکلوں پر سفر کرتے نظر آتے ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"سائیکلنگ جرمنی والوں کا پسندیدہ اسپورٹ ہے۔ موسم خوشگوار ہو تو اپنے بند گھروں
اور بند گاڑیوں سے باہر نکل آتے ہیں۔ بل کہ موسم زیادہ خوش گوار ہو تو اُس میں
تھوڑی سی تپش شامل ہو جائے تو پھر پارکوں میں پیڑوں کے نیچے لیٹے نظر آتے ہیں۔"( )

سیاحت نگار نے جرمنی قوم کی مذہبی حیثیت سے بھی آگاہ کیا ہے۔ جہاں اگرچہ کئی مذاہب کے لوگ آباد ہیں، مگر اُن میں اکثریت عیسائیوں کی ہے۔ اس بات کا ثبوت اُن کے نمایاں دکھائی دینے والے کلیساؤں سے ہوتا ہے۔ وہاں بھی مذہبی عقائد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس کا اظہار ش فرخ نے اس طرح کیا ہے:

"کنٹر بری، نوترادم، اور ڈوم یہ سب گوتھک میں تعمیر کے شاہکار ہیں۔ اپنے اپنے
وقتوں میں انسان کی سوچ کے آئینے۔ یہ وہ دور تھا جب مذہبی راہب، بشپ اور نائٹ
سوچتے تھے کہ اس دنیا میں کسی ایسی شے کا وجود نہیں جو خدا نے عطا نہ کی ہو۔"(٦)

سفر نامہ میں آخری سیاحتی روداد اٹلی کے حوالہ سے ہے جو جرمنی سے سوئیٹزر لینڈ اور پھر اٹلی کے تاریخی شہر روم پر اختتام پذیر ہوا۔ سیاحت روم کے متعلق س مصنفہ لکھتی ہیں کہ جو اٹلی آئے اور روم کے تاریخی آثارِ قدیمہ سے محفوظ نہ ہو سکے گویا اُس نے اٹلی کو دیکھا ہی نہیں ہے۔

موصوفہ نے روم بھی کو اس کے تاریخی حیثیت کے ساتھ ساتھ دنیا کی تہذیب و ثقافت کو فروغ دیکھنے کی حیثیت سے دیکھا۔ جب مصنفہ شہر روم پہنچی تو اس شہر کا تعارف تاریخی پس منظر کے ساتھ یوں تحریر کرتی ہیں۔

"رومن دنیا کے حسین ترین کھنڈرات پر مشتمل ماضی کا ایک شہر ہے۔ مملکتوں کے
عروج و زوال کی کہانی اجڑی ہوئی، ویراں مکاتیب اور پریشاں راستے پتھر کے سیلوں
والی مقدس شاہراہ دھول کنکریوں سے اَٹے ہوئے چبوترے اکھڑی ہوئی اینٹوں اور
پتھروں کے ڈھیر کا شہر اور پولکس کی یادگار کے تین ستون اس رویت کو اٹھائے
کھڑے تھے"۔(٧)

مجموعی طور پر اس سفر نامہ کے مطالعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ ایک معیاری سفر نامے کے لیے جن اوصاف کا ہونالازمی ہوتا ہے۔ وہ تمام اوصاف ش فرخ کے سفر نامہ اواگون میں پائے جاتے ہیں۔ یورپی ممالک کی سیاحت کے دوران اُن کی نظر تمام حقائق پر لگی رہی جن میں تاریخ، سیاحت، معاشی ترقی، تہذیب و ثقافت، ادب، فن و آرٹ، نسائی سوچ، مذہبی و اخلاقی اقدار اور سماجی شعور شامل ہیں۔ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ مصنفہ میں ایک حقیقی سیاحت نگار کی وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک اچھے سفر نامہ نگار کے لیے ضروری قرار دی جاتی ہیں۔

حوالہ جات

۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، "اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ " مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول ۸۷ ء ، ص۔ ۹

۔ ش فرخ "اواگون "سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۹۸۸ ء ص،

۔ڈاکٹر انور سدید "اُردو ادب میں سفر نامہ "مغربی پاکستان، لاہور، س ن، ص۔ ۰۷

۔ایضاً ص۔

۔ایضاً ص۔ ۸

۶۔ایضاً ص۔ ۰

۷۔ایضاً ص۔

۸۔ایضاً ص۔ ۰

۹۔ایضاً ص۔ ۰۶

۰ ۔ایضاً ص۔ ۰

۔ایضاً ص۔ ۹

۔ایضاً ص۔ ۰

۔ایضاً ص۔ ۰۰

۔ایضاً ص۔ ۷

۔ایضاً ص۔ ۰۸

۶ ۔ایضاً ص۔ ۶

۷ ۔ایضاً ص۔ ۶